www.KitaboSunnat.com

عبدالحفیظ منیر بھٹوی آزاد پیر جھنڈا سندھ قسط (۱)

ترجمہ و اضافہ : ادارہ

عہدِ نبوی میں حافظانِ قرآن اور اسکی حفاظت

قرآن کریم وہ ابدی ہدایت ہے جو انسان کو بامقصد زندگی گزارنے کا شعور اور زندگی کے تمام شعبوں کے لیے مکمل رہنمائی دیتی ہے۔ اس کا بہت بڑا امتیاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے پوری نوعِ انسانی کے لیے مکمل اور آخری ضابطۂ حیات بنا کر تا قیامت اس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود اٹھایا ہے۔
اس سے قبل آسمانی ہدایات جس طرح زمان و مکان کی قیود سے محدود ہوتی تھیں اسی طرح ان کی حفاظت بھی مخصوص اشخاص کے سپرد ہوتی تھی جیسا کہ "بما استحفظوا من کتاب اللہ" سے واضح ہے لیکن یہ "مخصوص اشخاص" اس ذمہ داری سے کماحقہٗ عہدہ برآ نہ ہو سکے بلکہ انھوں نے خواہشاتِ نفسانی کو آسمانی ہدایات میں داخل کر کے ان کو بھی احکامِ خداوندی کا نام دے دیا۔ قرآن کریم نے ان کے اس کردار ناہنجار کو ان الفاظ میں بیان کیا: "یحرفون الکلم عن مواضعہ" "یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ"

قرآن مجید چونکہ "ھدی للعلمین" ہے بنا بریں زمان و مکان کی قیود سے بالاتر ہو کر اس کی حفاظت کا ایسا انتظام کیا گیا کہ جس میں انسانی دخل اندازی کا بالکل کوئی حصہ نہیں۔ چنانچہ فرمانِ خداوندی ہے۔
"انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون" یعنی ہم نے یہ قرآن اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔" دوسرے مقام پر فرمایا:

لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔

چونکہ قرآن دانا و بینا کی طرف سے نازل شدہ ہے اس لیے اس میں جھوٹ اور خواہشاتِ نفسانیہ کسی طرف سے داخل نہیں ہو سکتی۔

قرآن مجید صرف خود ہی محفوظ نہیں بلکہ سابقہ سچی تعلیمات کو بھی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور ان کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے جیسا کہ اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب ومھیمنا علیہ"

ہم نے آپ کی طرف ایسی برحق کتاب اتاری ہے جو سابقہ کتابوں کے لیے تصدیق کنندہ اور "مہیمن" کی حیثیت رکھتی ہے۔

عربی زبان میں "مہیمن" کا لفظ محافظ، نگران اور امین و شاہد کے معنوں میں مستعمل ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم نہ صرف خود ہی انسانی دخل اندازی سے محفوظ ہے بلکہ سابقہ ضروری تعلیمات بھی اس نے اپنے اندر محفوظ کر لی ہیں اور نگران کی حیثیت سے اس بات کی نشاندہی بھی کی ہے کہ ان "احبار و رہبان" نے کہاں کہاں فکر و عمل کے مسائل میں تحریف سے کام لیا۔ بھلا جو کتاب خود تحریف و تبدیل سے محفوظ نہ ہو وہ دوسری کتابوں کی تعلیمات کی حفاظت کا دعویٰ کیونکر کر سکتی ہے؟

قرآن کریم کی اس عظمت و حفاظت کا اعتراف غیروں کو بھی ہے چنانچہ "سر ولیم میور" اپنی تصنیف "لائف آف محمدؐ" میں لکھتا ہے۔

"دنیا میں آسمان کے نیچے قرآن کے علاوہ اور کوئی مذہبی کتاب ایسی نہیں جس کا متن ابتدا سے لے کر اس وقت تک تحریف سے پاک ہو۔"

اس کے علاوہ "وان کریم" نامی ایک مشہور جرمن مستشرق کہتا ہے۔

"ہم قرآن کو بالکل اسی طرح محمدؐ کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کا مجموعہ یقین کرتے ہیں جس طرح مسلمان اسے خدا کا کلام یعنی اس کے غیر محرف ہونے کا یقین کامل ہے۔"

قرآنی حفاظت کے ان دلائل و اعترافات کے باوجود ہمارے معاشرے کا ایک گروہ اس بات پر تلا ہوا ہے کہ موجودہ قرآن وہ قرآن نہیں جو محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا بلکہ اس میں بہت کانٹ چھانٹ اور تبدیلی کی گئی ہے اور بیشتر وہ حصہ جس میں اہل بیت کے مناقب اور حضرت علیؓ کے "خلیفہ بلافصل" ہونے کا ذکر تھا اس کو دانستہ حذف کر دیا گیا ہے۔ قرآن کے متعلق ایسے پروپیگنڈے ان کی معتمد کتابوں میں موجود ہیں بلکہ اور انھوں نے اپنی کتابوں میں "قرآن میں کمی و بیشی کے متعلق" باب باندھے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

"باب فیہ نکت ونتف من التنزیل فی الولایۃ" اصول کافی ص ۲۶۱

یعنی یہ باب اس بیان میں ہے کہ (حضرت علیؓ کی) امامت کی آیات قرآن سے نکال دی گئی ہیں۔ اس کے بعد متعدد روایات سے ثابت کیا گیا ہے کہ فلاں فلاں آیات قرآن سے خارج کر دی گئیں۔

"وزادوا فیہ ما ظھر تناکرہ وتنافرہ" احتجاج ص ۱۳۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی انھوں (یعنی صحابہ کرام) نے قرآن میں ایسی آیتوں کا اضافہ کر دیا جو قابلِ نفرت اور خلافِ فصاحت ہیں۔

"اما اعتقاد مشائخنا فی ذلک فی الظاهر من ثقة الاسلام من یعقوب الکلینی انه یعتقد التحریف والنقصان" تفسیر صافی۔

یعنی تحریفِ قرآن کے بارے میں ہمارے مشائخ کا وہی عقیدہ ہے جو امام کلینی کے کلام سے ظاہر ہے وہ اس قرآن میں تحریف اور کمی ہو جانے کے قائل تھے۔

"ان القرآن الذی بین اظهرنا لیس بتمامه" تفسیر صافی۔

یعنی اس بات میں جھوٹ کی ذرا بھر بھی ملاوٹ نہیں کہ موجودہ قرآن پورا نہیں ہے۔"

"دعویٰ این کہ قرآن ہمین است کہ در مصاحف مشہورہ است خالی از اشکال نیست" صافی ترجمہ کافی۔

یعنی یہ دعویٰ کہ قرآن اسی قدر ہے جو مصاحف مشہورہ میں موجود ہے "محل نظر" ہے۔ طوالت کے پیش نظر ہم انھیں حوالجات پر اکتفا کرتے ہیں ورنہ بقول سعدی مجالِ سخن تنگ نیست، اگر ان تمام "افکار پریشاں" کو تسلیم کر لیا جائے تو کائنات کی عمارت ہی دھڑام سے نیچے آگرتی ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اتنی قدرت بھی نہ تھی کہ اپنی کتاب کی حفاظت کر سکتا اندریں حالات نظام کائنات کس طرح سنبھال سکتا ہے؟ بھلا وہ شمع کس طرح بجھ سکتی ہے جس کو خدا نے خود فروزاں کیا ہو اور اس کی حفاظت بھی اپنے ذمہ لی ہو۔ قرآنی تحریف کا عقیدہ رکھنا صرف حماقت ہی نہیں بلکہ شقاوت بھی ہے۔ لفظ "قرآن" ہی اس بات کی بین دلیل ہے کہ یہ کتاب بلاکم و کاست ہم تک اس طرح پہنچی ہے جس طرح حضور علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی کیونکہ قرآن کہتے ہیں جس کی کثرت سے تلاوت کی جائے۔ دنیا میں اس کے علاوہ اور کوئی ایسی کتاب نہیں جس کی کثرت سے تلاوت کی جاتی ہے۔ بھلا جس کتاب کی اتنی تلاوت کی جاتی ہو کہ "قرآن" اس کا نام بن جائے یعنی اس کا یہ وصف ہی اس کا علم قرار پائے اس میں تحریف کس طرف سے داخل ہو گی۔

مجموعۂ احادیث میں بے شمار ایسے دلائل ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے عہد زریں میں ہی بے شمار صحابہ کرام نے قرآن مجید کو اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا تھا۔ اس مجلس میں ہم چاہتے ہیں کہ ان کا مختصر تعارف پیش کر دیا جائے لیکن اس سے قبل ایک مشہور حدیث جو بعض دفعہ غلط فہمی کا باعث بنتی ہے پیش کر کے ضروری سمجھتے ہیں کہ اس کی توجیہ عرض کر دی جائے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کن کن لوگوں نے قرآن مقدس کو "جمع" کیا تھا؟ اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ گویا ہوئے کہ آپ کے زمانہ میں چار آدمیوں کے پاس قرآن مجید "جمع" تھا اور وہ تمام کے تمام انصار سے متعلق تھے۔ یعنی حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابوزید رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ حضرت انسؓ کے الفاظ یہ ہیں: "اربعۃ کلھم من الانصار ابی بن کعب و معاذ بن جبل و زید بن ثابت و ابو زید۔"

اس قسم کی دوسری روایت جو حضرت ثابتؒ حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں اس کے الفاظ یہ ہیں۔

مات النبی صلی اللہ علیہ وسلم و لم یجمع القراٰن غیر اربعۃ ابو الدرداء و معاذ بن جبل و زید بن ثابت و ابو زید۔

یعنی چار کے علاوہ اور کوئی بھی "جامع القرآن" نہ تھا ابو الدرداء، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید رضوان اللہ اجمعین۔ اس مقام پر ایک اشکال ہے کہ حضرت انسؓ چار اشخاص کی تعیین "کلمۂ حصر" سے کرتے ہیں یعنی صرف یہی چار حافظ تھے؟ یہ بات خلاف عقل و نقل ہے۔

بنا بریں محدثین کرام نے حدیثِ انس کے کئی ایک جواب دیئے ہیں۔ مثلاً حضرت مازری فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ کا یہ قول یعنی "تعیین بکلمۂ حصر" قابلِ حجت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انھوں نے تو اپنے علم کا اظہار کیا ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ صرف چار صحابہ نے قرآن مجید جمع کیا ہو اور باقی حضرات اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم رہے ہوں حالانکہ دور دراز سے لوگ قرآنی تعلیم حاصل کرنے کی خاطر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اگر حصر تسلیم کر لیں تو یہ بات کہاں تک درست ہوگی کہ قرآن مجید ہمارے پاس تواتراً پہنچا ہے۔"

ہم بھی الاتقان للسیوطی اور البرہان للزرکشی سے چند توجیہات ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔

۱۔ متن میں دو وجہ سے اضطراب ہے۔ ۱۔ تعیین اشخاص۔ حضرت ثابت کی روایت میں حضرت ابو الدرداء کا ذکر ہے جب کہ روایت قتادہ میں ان کی بجائے حضرت ابی بن کعب کا تذکرہ ہے۔

۲۔ تعداد اشخاص۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ "حافظِ قرآن" صرف چار تھے حالانکہ دوسری روایات میں کمی بیشی کا ذکر ہے۔ علاوہ ازیں حدیث انس کی بعض روایات میں "بیان حصر" نہیں جیسا کہ قتادہ کی روایت میں ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "کلمہ حصر" سہو راوی یا "نسخ کاتب" ہے۔

۳۔ یہ مرفوع حدیث نہیں بلکہ حضرت انس کا اپنا بیان ہے جو انھوں نے اپنے علم کے مطابق کیا ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اور حافظِ قرآن نہیں تھے۔ عین ممکن ہے کہ حضرت انس کو صرف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہی حضرات کا علم ہو۔

۴۔ ان حضرات نے جن کا تذکرہ حدیث انس میں ہے منسوخ اور غیر منسوخ تمام قرآنی آیات کو لوحِ قلب پر رقم کیا تھا چونکہ لفظاً و معناً منسوخ آیات بھی کسی وقت قرآن کا حصہ تھیں بنا بریں "جمعوا القرآن" کی نسبت خصوصیت کے ساتھ ان کی طرف کی گئی جب کہ دیگر صحابہ کرامؓ نے حکماً و تلاوتاً منسوخ آیات کو "ترک متروک" کر دیا تھا۔

۵۔ ان سے مراد وہ حضرات ہیں جنھوں نے "انزل القرآن علی سبعۃ احرف" کے مصداق تمام وجوہ قرات کے ساتھ قرآن محفوظ کیا تھا ہو سکتا ہے کہ ان کے علاوہ دیگر صحابہ نے بالاستیعاب سبعۃ احرف" کو یاد نہ کیا ہو۔

۶۔ صرف انھوں نے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے براہِ راست بلاواسطہ قرآن یاد کیا تھا عین ممکن ہے کہ باقی حضرات نے آپ کی وفات کے بعد بالواسطہ قرآن یاد کیا ہو اس صورت میں "جمعوا القرآن من فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" محذوف ماننا پڑے گا۔

۷۔ یہ حضرات قرآن یاد کرنے کے بعد تعلیم و تعلّم میں مشغول ہو گئے جس کی وجہ سے ان کا نام مشہور ہو گیا اور باقی صحابہ کے حالات مخفی رہے اور بقاعدہ "المشہور المذکور" کے تحت ان کا ذکر احادیث میں آ گیا یا انھوں نے خود اظہار کیا ہو گا کہ ہم حافظِ قرآن ہیں جب کہ دوسروں نے اپنے "حفظِ قرآن" کے متعلق کسی کو خبر نہ دی بنا بریں ان کا تذکرہ نہ ہوا۔

۸۔ حدیث میں "جمعوا" سے مراد حفظ نہیں بلکہ "اطاعت شعاری" ہے جیسا کہ حضرت ابو الدرداءؓ کے پاس ایک آدمی آیا اور اپنے بیٹے کے متعلق خبر دی کہ اس نے قرآن جمع کر لیا ہے۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے اس کے لیے دعا کی اور فرمایا کہ انما جمع القرآن من لہ سمع وطاعۃ یعنی جمع قرآن عبارت ہے فرمانبرداری اور اطاعت شعاری سے"

لیکن یہ تمام احتمالات ہیں ہمارے نزدیک یہ "وجہ" وجیہہ ہے جو امام المحدثین حافظ ابن حجرؒ نے بیان کی ہے۔ یعنی حضرت انسؓ نے یہ بات اوس اور خزرج کے درمیان مفاخرہ کے وقت کہی تھی جس کی تفصیل یہ ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اوس اور خزرج کے مابین ایک دفعہ فخر و مباہات کا ذکر ہوا تو قبیلہ اوس کے اشخاص کہنے لگے کہ ہم میں چار عظیم القدر اور جلیل المرتبت ہستیاں ہیں ایک حضرت سعد بن معاذؓ جن کی موت کے وقت عرش بھی کانپ اٹھا تھا۔ دوسرے حضرت خزیمہ بن ابی ثابتؓ جن کی گواہی کو "دو آدمیوں کے برابر ٹھہرایا گیا تھا" تیسرے حنظلہ بن ابی عامرؓ ہیں جن کو فرشتوں نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غسل دیا تھا۔ چوتھے حضرت عاصم بن ثابت جن کی نعش مبارک کی بھڑوں نے حفاظت کی تھی اس پر خزرج قبیلہ والے بولے کہ منا اربعۃ جمعوا القراٰن لم یجمعہ غیرھم یعنی ہم میں چار حافظِ قرآن ہیں۔ اس کے بعد ان کے نام ذکر کیے۔ ابن جریر بحوالہ اتقان ج ۱ ص ۷۳ ... عین ممکن ہے کہ قبیلہ انصار میں صرف اس وقت چار حافظ ہوں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

صحابہ میں کثرتِ حفاظ کے ثبوت کے لیے کئی دلائل پیش کیے جا سکتے ہیں۔ مثلاً حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کا جماعت کرانا اس بات پر دلالت کناں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ حافظِ قرآن تھے کیونکہ حضور علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے کہ یؤم القوم اقرأھم لکتاب اللہ یعنی جماعت کرانے کے لیے وہی لائق ہے جو کتاب اللہ کا زیادہ قاری ہو اس کے علاوہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا تھا۔

نیز جنگِ یمامہ میں ستر کے قریب ایسے صحابہ شہید ہوئے تھے جو تمام کے تمام قراء تھے۔ اسی طرح بئر معونہ میں ستر ایسے صحابہ نے جام شہادت نوش کیا تھا جن کو قراء کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ شہداءِ یمامہ کی وجہ سے حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر زور دیا تھا کہ قرآن مقدس کو ایک مقام پر جمع کر دیا جائے مبادا شہداء کی وجہ سے قرآن ضائع ہو جائے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام میں حفاظ کرام کی کثرت تھی۔ ہماری خواہش ہے کہ ان نفوسِ قدسیہ کے مختصر حالات صفحہ قرطاس پر رقم کر دیں جنھوں نے قرآن جیسی عظیم نعمت کو اپنے سینوں میں سمیٹ لیا تھا تاکہ کسی کو یہ جرأت نہ ہو کہ قرآن نعوذ باللہ محرف ہے یا اس سے بعض اجزا عمداً حذف کر دیے گئے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

نسب:- خلیفۃ الرسول ابوبکر صدیق عبداللہ بن عثمان ابو قحافہ بن عامر بن کعب القرشی التیمی۔ آپ عام الفیل کے دو سال چھ ماہ بعد مکۃ المکرمہ میں پیدا ہوئے جب حضورؐ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر ہی آپ پر ایمان لائے۔ آپ کو حضورؐ سے حد درجہ محبت تھی اور حضورؐ کو بھی آپ سے کوئی کم الفت نہ تھی حتیٰ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ لو کنت متخذاً خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا یعنی اگر دنیا میں کوئی خلیل بنایا جا سکتا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سوا اور کوئی ہستی اس خلت کے لائق نہ ہوتی۔ "خلت" محبت کے درجات میں ایک ایسا درجہ ہے کہ یہاں پہنچ کر دل ماسوا "خلیل" کے اوروں سے خالی ہو جاتا ہے کیونکہ بعض روایات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آتا ہے کہ "لیکن میرا خلیل اللہ تعالیٰ ہے"۔ آپ کے مناقب مشہور و معروف ہیں ان کی وضاحت کی حاجت نہیں۔ آپ ۱۳ھ میں تریسٹھ برس کی عمر میں اللہ کے ہاں پہنچ گئے۔ رضی اللہ عنہ۔ الاصابہ ج۲ ص۳۳۳ ۔ اسد الغابہ ج۳ ص۲۰۵ ۔

آپ نے مکہ مکرمہ میں اپنے گھر مسجد بنائی ہوئی تھی جس میں آپ قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ ان ابابکر کان یحفظ القرآن فی حیاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ رسول اللہ کی زندگی میں قرآن مجید حفظ کیا کرتے تھے اور ابوعبید نے اپنی کتاب القرآت القراء النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو "حافظِ قرآن" لکھا ہے۔ الاتقان ج۱ ص۷۳

ابوالحسن علی اشعری نے بھی آپ کو حافظِ قرآن ثابت کیا ہے۔ طبقات القراء جزری ج۱ ص۴۳۱

"آپ حافظِ قرآن تھے" تہذیب الاسماء واللغات للنووی ج۱ ص۱۹۱ ۔

۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

نسب:۔ امیر المومنین ابوحفص عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح القرشی العدوی

آپ عام الفیل کے تیرہ سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے آپ دراز قد، سڈول جسم اور سفید رنگ کے خوبصورت نوجوان تھے۔ حضور کی دعا سے مسلمان ہوئے۔ آپ اسلام کے دشمنوں پر بہت سخت تھے۔ قرآن مجید میں تقریباً اٹھارہ آیتیں آپ کی موافقت میں اتریں۔ آپ حضرت ابوبکرؓ کے بعد خلیفہ بنے۔ آپ کا دورِ خلافت دنیا کا بہترین دور تھا۔ آپ کے زمانے میں اسلام کو ہر طرح سے تقویت ملی۔ آپ آخر ذی الحجہ ۲۳ھ کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ بدبخت ابولولو مجوسی نے آپ کو خنجر سے زخمی کر دیا جس کی تاب نہ لاتے ہوئے آپ اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ الاصابہ ج۲ ص۵۱۱ ، اسد الغابہ ج۴ ص۵۲ ، استیعاب مع الاصابہ ج۲ ص۴۵

آپ کے متعلق سیوطی نے الاتقان ج۱ ص۷۴ میں ابوعبید کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آپ حافظِ قرآن تھے۔ طبقات القراء جزری ج۱ ص۵۹۱ میں ہے کہ آپ حافظِ قرآن تھے۔

۳۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔

نسب:۔ امیر المومنین ابوعبداللہ عثمان بن عفان بن ابی العاص القرشی الاموی۔

آپ عام الفیل کے چھ سال بعد پیدا ہوئے۔ آپ بہت بڑے مالدار تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے اور اپنا اکثر مال خدمتِ دین کے لیے وقف کر دیا۔ آپ کے گھر میں یکے بعد دیگرے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں آئیں۔ اس وجہ سے آپ کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذوالنورین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے بعد شوریٰ کے مشورہ سے امیر المومنین منتخب ہوئے۔ آپ کے زمانے میں بہت سی فتوحات ہوئیں لیکن بعد میں اختلافات کی وجہ سے فتوحات رک گئیں اور ۳۵ھ میں بلوائیوں کی بدبختی بر آئی انھوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ رضی اللہ عنہ۔ الاصابہ ص ۴۶۲ ج ۲
اسد الغابہ ص ۳۷۶ ج ۳۔

قرآن مجید کو ایک جگہ جمع کرنے کا سہرا آپ ہی کے سر ہے (یعنی ایک قرأت میں اختلاف کی بنا پر) ابو عبید نے آپ کو اپنی کتاب القراءت القراء النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حفاظ میں سے شمار کیا ہے۔ الاتقان ص ۷۴ ج ۱۔ ذہبی نے آپ کو حافظ لکھا ہے۔ معرفۃ القراء الکبار ص ۲۹ ج ۱ - جزری نے یہ الفاظ تحریر کیے ہیں۔ حفظ علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و عرض علیہ انتھی یعنی آپ نے قرآن مجید ازبر کر کے حضورؐ کو سنایا۔ طبقات القراء جزری ص ۵۰۷ ج ۱۔ امام ابن جوزیؒ نے بھی آپ کو حفاظ میں سے شمار کیا ہے۔ تلقیح فہوم اہل الاثر ص ۲۷۵۔

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

نسب:- امیر المومنین ابوالحسن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ہاشمی
معرفۃ القراء الکبار ذہبی ص ۳۱ ج ۱

آپ بعثت سے دس سال پہلے پیدا ہوئے اور تقریباً دس سال کی عمر میں اسلام لا کر بچوں میں سبقت لے گئے۔ یعنی بچوں میں سب سے پہلے آپ ہی مشرف باسلام ہوئے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور داماد تھے۔ آپ کے بارے میں حضورؐ نے جنگ تبوک کے موقع پر فرمایا تھا (جب آپ نے حضرت علی کو مدینہ چھوڑنا چاہا اور حضرت علی نے یہ کہا کہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں) الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ولکن لانبی بعدی یعنی اے علی! کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تجھے وہ مقام ملے جو موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے پہ حضرت ہارون کو ملا تھا۔ آپ جنگ تبوک کے علاوہ تمام جنگوں میں شریک ہوئے۔ خیبر کے فاتح بھی آپ ہی ہیں۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپ نے بیعت خلافت لی۔ آپ کے زمانے میں فتوحات نہ ہو سکیں کیونکہ آپ کی مدتِ خلافت آپس میں جنگ و جدال میں ہی کٹ گئی۔ آپ رمضان کی ۱۷ کو صبح کی نماز کے لیے نکلے ہی تھے کہ عبدالرحمن ابن ملجم نے آپ کو زخمی کر دیا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے۔ یہ واقعہ دل سوز ۴۰ھ میں پیش آیا۔ الاصابہ ص ۵۰۱ ج ۲۔ الاتقان والے نے ابو عبید کے حوالے سے آپ کو حافظ شمار کیا ہے۔ الاتقان ص ۷۴ ج ۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہبی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ عن عاصم بن ابی النجود عن ابی عبد الرحمٰن الاسلمی قال ما رأیت احداً کان اقرأ من علی رضی اللہ عنہ یعنی حضرت علی حافظ قرآن تھے اور بکثرت تلاوت کیا کرتے تھے۔ معرفۃ القراء الکبار للذہبی ج۱ ص۳۲۔

امام جزریؒ نے بھی آپ کو حفاظ میں سے شمار کیا ہے۔ طبقات القراء جزری ج۱ ص۴۲۲

اب تو کوئی شک و شبہ نہیں کہ حضرت علی حافظ تھے۔ اب اتنے دلائل و شواہد کے ہوتے ہوئے آپ کی زندگی میں کس کو جرأت ہو سکتی ہے کہ قرآن میں ردوبدل کی جرأت کرے۔ بلکہ یہ بات کہ "کلام اللہ محرف ہے" بعید از عقل ہی نہیں بلکہ حماقت کے ساتھ باعثِ شقاوت بھی ہے کیونکہ صحابہ کرام کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ آپ خائن تھے تمام محدثین کے اس قول کی تردید کے مترادف ہے۔ الصحابۃ کلھم عدول بقول شما قرآن محرف ہے یہ اس طرح بھی ناممکن ہے کہ حضرت علیؓ کی زندگی میں آپ کے سامنے یہ کام ہوا اور آپ خاموش بیٹھے ہیں یہ بات تو تب ہی ہو سکتی ہے جب یہ تسلیم کیا جائے کہ آپ معاذ اللہ بزدل تھے یا آپ کو قرآن سے کوئی سروکار نہ تھا۔ پہلی بات، تو اس کی گواہی کے لیے تاریخ عالم بھری پڑی ہے جو کہ بانگ دہل اعلان کر رہی ہے آپ اسد اللہ تھے۔ دوسری بات کہنے سے پہلے اپنے ایمان کی دیکھ بھال ضروری ہے۔ اب بظاہر تو کوئی بات نظر نہیں آتی جس سے ہم یہ تسلیم کریں کہ آپ کی زندگی میں قرآن کی تحریف ممکن ہو۔ اب جب ان کو کوئی راہ نہیں ملتی تو یہ آ ٹپکتے ہیں کہ حضرت علی نے تقیہ کیا لیکن اگر یہ دیکھا جائے کہ تقیہ کس چیز کا نام ہے تو کوئی بھی مسلمان حضرت علی کے بارے میں یہ کلمات نہیں کہہ سکتا کیونکہ تقیہ عبارت ہے منافقت سے۔ دل میں اور زبان سے کچھ اور ظاہر کرنے کا نام "تقیہ" ہے۔ ایسے دورنگے شخص کی سزا جہنم کا سب سے آخری حصہ قرار پایا ہے۔ اب حضرت علیؓ کی محبت کا دم بھرنے والو کیا حضرت علی کو اب بھی تقیہ کرنے والا کہتے ہو۔ اگر اب بھی تمہاری یہی حالت ہے تو ہمیں یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں ہے ؎ دلوں میں کفر رکھتے ہیں بظاہر دوستانہ ہے۔

بفرضِ محال آپ کی یہ بات مان لی جائے کہ حضرت علی نے اس طرح خاموشی اختیار کی کہ کہیں مسلمانوں میں تفرقہ و اختلاف نہ ہو جائے یہ "عذرِ لنگ" بھی ناقابلِ قبول ہے کیونکہ ہر طرح کے جھگڑے حضرت علیؓ کی خلافت میں ہوتے قرآن کے بارے میں ہی امت کی تفریق ہونا تھی جب کہ اس کی تصحیح تو بہت آسان تھی۔ کیونکہ جس طرح حضرت عثمان نے تمام قراتوں کو ختم کر کے تمام امت کو ایک قرأت میں قرآن مجید پڑھنے کا حکم دیا تھا آپ بھی قرآن کو درست کر کے بزور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حفاظت کا حکم دے سکتے تھے کیونکہ انھوں نے حضور کے اس فرمان کو تو سنا ہی ہوگا بلغوا عنی ولو آیۃ
اس کے باوجود حضرت علی سے پوچھا گیا کہ آپ کے پاس کچھ ہے تو آپ نے فرمایا کہ میرے ہاں
دیات کے احکام کے علاوہ کچھ نہیں ہے یعنی کوئی بات جو کہ باقی صحابہ کو یاد نہ ہو میرے پاس ایسی
کوئی چیز نہیں ہے اب جبکہ حضرت علیؓ نے خود فرما دیا کہ میرے ہاں کوئی زائد بات نہیں ہے تو
وہ دس پارے جو کہ حضرت علی (بقول شیعہ) کے بارے میں ہی اترے تھے وہ کہاں غائب ہو گئے۔ کیا
حضرت علی نے بھی چھپا لیے یا واقعی ان دس پاروں کی کوئی حقیقت نہیں ہے جن کا آپ کو علم ہے۔
اور حضرت علی اس سے بے بہرہ تھے۔ معلوم ہوتا ہے جب یہ بات کہی جاتی ہے تو عقل ان سے کوسوں
دور بھاگ جاتی ہے کیونکہ جھوٹ اور حضرت علیؓ کا اکٹھا ہونا بال عنقا ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے آپ کو
علم ہو اور حضرت علی لاعلم ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب آدمی کسی سے بغض رکھتا ہے تو ایسی ہی بے تکی
باتیں انہوں کے متعلق بھی کہہ جاتا ہے کیونکہ باقی صحابہ سے عناد ہے تو درمیان میں حضرت کو بھی جھوٹ
اور تقیہ جیسی قبیح چیزوں سے ملوث کر جاتے ہیں ؎ دشت میں ہر جہاں الٹا نظر آتا ہے۔
ایک واقعہ یاد آیا جو کہ سید بدیع الدین شاہ صاحب کو مکہ مکرمہ میں پیش آیا۔ سید صاحب فرماتے
ہیں میں نے مکہ مکرمہ میں محرم کی بدعات پر تقریر اور ان کا رد کیا۔ تقریر کے بعد میرے پاس ایک
آدمی آیا اور کہنے لگا کہ واقعی یہ لوگ بدعت کرتے ہیں لیکن ایک بات پوچھوں؟ سید صاحب نے
کہا پوچھو۔ کہنے لگا لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے وہ دس پارے جن میں مناقب اہل بیت تھے
قرآن مجید سے حذف کر دیے تھے۔ سید صاحب نے جواباً فرمایا کہ حضرت علی قرآن کے حافظ
نہ تھے اس لیے انھوں نے یہ کام کر لیا۔ اگر آپ حافظ ہوتے تو وہ یہ کام نہ کر سکتے۔ وہ آدمی کہنے لگا یہ
کیسے ممکن ہے تو سید صاحب نے کہا یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قرآن کے حافظ بھی ہوں
اور قرآن مجید میں تحریف کی جائے۔ فبہت الذی ..... وہ آدمی غصے سے چلا اٹھا۔

اللہ ہی اگر ہدایت دے تو دل بدل سکتے ہیں۔ اللہ حق کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

۵۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

نسب: ابو محمد طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد القرشی التیمی۔
آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دعوت سے ایمان لائے۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور
بلندی بھی ملی۔ آپ زیادہ بالوں والے خوبصورت چہرے کے مالک تھے۔ جب آپ چلتے تو
انتہائی تیز چلتے تھے۔ آپ ہی وہ ہستی ہیں جنھوں نے جنگ احد کے دن اپنے آپ کو حضور کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ